107286-بدعتی کا مطلقا عمل قبول نہ ہونے کے متعلق ضعیف احادیث

سوال

میں نے آپ کی ویب سائٹ پر بدعت کرنے والے شخص کے متعلق سوال پڑھا ہے، جس میں آپ نے ذکر کیا ہے کہ بدعتی کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے لیکن اس کی بدعت شرک کی حد تک نہ پہنچی ہو، لیکن میں نے ابن ماجہ اوردارمی کی درج ذیل حدیث کے ساتھ اس کا موازنہ کیا ہے.جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"اللہ تعالی بدعتی کا نہ توروزہ قبول کرتا ہے اور نہ ہی نمازاور صدقہ اور نہ حج اور عمرہ اور نہ ہی جہاد، اور نہ توبہ اورفدیہ وہ اسلام سے اس طرح نکل جاتا ہے.جس طرح آٹے سے بال"

اگر یہ حدیث صحیح ہے تو ہم بدعتی کے پیچھے نماز کس طرح ادا کرسکتے ہیں چاہے وہ شرک کا مرتکب نہ بھی ہو؟

جیسا کہ سابقہ حدیث میں "صاحب البدعۃ" کا کلمہ وارد ہوا ہے جو ہر عام ہونے کی بنا پر ہر بدعتی کو شامل ہے، میں جس علاقے میں رہتا ہوں وہاں بعض مساجد میں بدعت کا ارتکاب ہوتا ہے اور جس مسجد میں سنت پر عمل ہوتا ہے وہ میرے گھر سے دور ہے لہذا مجھے کیا کرنا چاہیے؟

برائے مہربانی اس معاملہ کو کتاب و سنت کے دلائل دے کر بیان کریں، اللہ تعالی آپ کے اس عمل میں برکت عطا فرمائے.

پسندیدہ جواب

اول :

بدعتی کے پیچھے نمازادا کرنے کے حکم
میں سوال نمبر(20885)اور(26152
) کے جوابات میں تفصیل گزر چکی ہے اس لیے یہاں دوبارہ ذکر کرنے کی کوئی ضرورت
نہیں.

دوم :

سوال میں جو حدیث بیان کی گئی ہے اور
اس کے علاوہ دوسری مرفوع احادیث جن میں بدعتی کا عمل قبول نہ ہونے کا ذکر کیا گیا
ہے وہ یا تو ضعیف ہیں اوریا پھر منکران میں کوئی حدیث بھی صحیح نہیں ذیل میں ہم
اس کی تفصیل بیان کرتے ہیں :

پہلی حدیث :

حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"اللہ تعالی بدعتی کا نہ توروزہ
قبول کرتا ہے اور نہ ہی نماز اور صدقہ اور نہ حج اور عمرہ اور نہ جہاد اور نہ توبہ
اور فدیہ وہ اسلام سے اس طرح نکل جاتا ہے جس طرح آٹے سے بال"

سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (49).

ابن ماجہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی
داود بن سلیمان عسکری نے اور وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن علی ابوہاشم
بن ابی خداش موصلی سے وہ محمد بن محصن سے حدیث بیان کرتے ہیں اور وہ ابراہیم بن ابی
عبلۃ سے وہ عبداللہ بن دیلمی سے وہ حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ سے .

علامہ البانی رحمہ اللہ نے السلسلۃ
الاحادیث الضعیفۃ حدیث نمبر (1493) میں اس حدیث کے متعلق کہتے ہیں :

یہ حدیث موضوع ہے ، اس کی آفت یہ ابن
محصن راوی ہیں جو کہ کذاب ہے ، جیسا کہ ابن معین اور ابو حاتم کا کہنا ہے اور حافظ
ابن حجر تقریب التھذیب میں کہتے ہیں اسے انہوں نے جھوٹا کہا ہے ، اور بوصیری نے اس
کے متعلق تساہل سے کام لیا ہے وہ کہتے ہیں :

"اس کی سند ضعیف ہے ، اس میں محمد بن
محصن ہے اور سب اس کے ضعیف ہونے پر متفق ہیں.

دیکھیں : الزوائد (10/1).

ان کے تساہل کی وجہ یہ ہے کہ بعض
اوقات راوی کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہوسکتا ہے سکتا ہے لیکن وہ کذاب نہیں ہوتا ، تو
اس وقت بغیر کسی سبب کے اتفاق ذکر کردینا راوی کے واقع کے متعلق معتبر نہیں ہوگا ،
لہذا آپ غور کریں" انتہی

دیکھیں : السلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ
حدیث نمبر (1493).

دوسری حدیث :

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی
عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"اللہ تعالی بدعتی کے عمل کو قبول
کرنے سے انکار کرتا ہے حتی کہ وہ بدعت ترک کردے"

اسے ابن ابی حاتم نے الجرح والتعدیل
(439/9) اور ابن ماجہ نے سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (50) اور ابو الفضل المقرئ
نے احادیث فی ذم الکلام واھلہ (111/3) میں اور ابن ابی عاصم نے السنۃ حدیث نمبر
(32) میں اور خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد (185/13) میں اور ابن الجوزی نے ان
کے طریق سے العلل التناھیۃ (144/1) میں روایت کیا ہے.

ان سب نے بشر بن منصور الخیاط عن ابی
زید عن المغیرۃ عن عبداللہ بن عباس کے طریق سے روایت کی ہے.

ابن ابی حاتم اس کو روایت کرنے کے
بعد کہتے ہیں :

ابو زرعہ سے ان دونوں یعنی ابوزید
اور ابو المغیرہ کے متعلق دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا : میں ان دونوں کو نہیں
جانتا، اور نہ ہی بشر بن منصور کو جانتا ہوں جس سے الاشج نے روایت کی ہے" انتہی

اور ابن الجوزی کہتے ہیں :

"یہ حدیث رسول کریم صلی اللہ علیہ
وسلم سے صحیح ثابت نہیں، اور اس میں مجھول اشخاص پائے جاتے ہیں" انتہی

دیکھیں : العلل التناھیۃ (145/1
).

اور علامہ البانی رحمہ اللہ کہتے
ہیں :

"یہ منکر ہے، اوراس کی سند ضعیف
اور مسلسل بالمجہولین ہے، ابوزرعہ کہتے ہیں: میں نہ تو ابوزید کو جانتا ہوں اور
نہ ہی اس کے شیخ کو اور نہ بشر کو، اور امام ذہبی رحمہ اللہ ان کے اول میں کہتے ہیں:
یجہل اور آخر کے متعلق کہتے ہیں وہ نہیں جانتے کہ وہ دونوں کون ہیں" اور بوصیری
رحمہ اللہ نے "الزوائد" (11/1) میں ان کی موافقت کی ہے" انتہی

دیکھیں: السلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ
حدیث نمبر (1492).

سوم:

بعض لوگوں پر علی بن ابی طالب سے
واردشدہ درج ذیل حدیث کی بنا پر اشکال پیدا ہو سکتا ہے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا
مدینہ میں بدعت کرنے والے کے متعلق فرمان ہے:

"اللہ تعالی اس کی توبہ قبول نہیں
کریگا اور نہ ہی اس سے فدیہ قبول کریگا"

صحیح بخاری حدیث نمبر (7300) صحیح
مسلم حدیث نمبر (1370).

اسی طرح تابعین سے منقول ہے مثلا حسن
بصری کہتے ہیں:

"اللہ تعالی بدعتی کا نہ تو روزہ
قبول کرتا ہے اور نہ ہی روزہ اور نہ حج اور عمرہ حتی کہ وہ بدعت کو ترک کردے" انتہی

اسے آجری نے الشریعۃ (64) میں اور
ابوشامہ نے الباعث علی انکار البدع والحوادث صفحہ (16) میں روایت کیا ہے، اور
اسی طرح امام اوزاعی سے بھی مروی ہے جیسا کہ ابن وضاح کی البدع والنھی عنھا (27)
میں درج ہے.

اور فضیل بن عیاض رحمہ اللہ سے ان کا
قول مروی ہے :

"بدعتی کا کوئی عمل اللہ کی جانب
نہیں اٹھایا جاتا"

اسے لالکائی نے شرح اصول اعتقاد اھل
السنۃ (139/1) میں نقل کیا ہے.

امام شاطبی رحمہ اللہ نے ان آثار کی
شرح میں دو احتمال ذکر کیے ہیں :

یا تو اس سے مراد یہ ہے کہ :

اس کا مطلقا کوئی بھی عمل قبول نہیں
کیا جاتا، چاہے وہ کسی بھی طریقہ پر ہو سنت کے موافق یا مخالف.

یا اس سے مراد یہ ہے کہ :

اللہ تعالی اس بدعت کا خاص کروہ عمل
قبول نہیں کرتا جو بدعت ہے لیکن بدعت کے علاوہ باقی عمل قبول ہوتے ہیں.

رہا پہلا تو اس میں تین وجوہ ممکن
ہیں :

پہلی وجہ :

یہ اپنے ظاہر پر ہو کہ ہر بدعتی کا
کوئی بھی عمل قبول نہیں ہوتا چاہے اس کی بدعت کیسی بھی ہو، اور وہ بدعت اس میں داخل
ہو یا نہ، دین میں بدعات ایجاد کرنے والوں کے لیے یہ بہت شدید اور سخت ہے.

دوسری وجہ :

اس کی اصل بدعت ہو اور باقی سارے
اعمال اس کی فرع جیسا کہ جب خبر واحد پر عمل کرنے سے مطلقا انکار کر دے کیونکہ عام
احکام کی تکلیف تو اس پر مبنی ہے.

تیسری وجہ :

بدعتی کو بعض تعبدی یا دوسرے امور
میں اس کی خاص بدعت کا اعتقاد اسے ایسی تاویل کی طرف لاسکتا ہے جس سے اس کا شریعت
میں اعتقاد ضعیف ہو جائے اس سے اس کے سب عمل باطل ہو جائینگے .

رہا دوسرا تو اس سے خاص کران اعمال
کی عدم قبولیت مراد ہے جس میں بدعت ہو، تو بھی ظاہر ہے اور اس پر ہی یہ حدیث دلالت
کرتی ہے :

" ہر وہ عمل جس پر ہمارا حکم اور امر
نہیں وہ مردود ہے " انتہی مختصرا

دیکھیں : الاعتصام (1/108–112).

لیکن اس مسئلہ میں تحقیق وہی ہے جو ڈاکٹر
ابراہیم الرحیلی نے اپنی کتاب " موقف اھل السنۃ من اھل الاھواء والبدع " میں ذکر
کی ہے وہ کہتے ہیں :

" جس پر ظاہری نصوص اور سلف رحمہ اللہ
کی کلام دلالت کرتی ہے کہ بدعتی کا اللہ تعالی عمل قبول نہیں کرتا، اس کو درج ذیل
وجوہات پر محمول کیا جاسکتا ہے :

پہلی وجہ :

کلام ظاہر پر محمول ہوگی، اور مراد
یہ ہے کہ بدعتی کا کوئی بھی عمل قبول نہیں ہوتا، چاہے وہ عمل بدعت ہو یا غیر بدعت
یہ کافر بدعتی کے حق میں ہے غیر کافر کے لیے نہیں .

دوسری وجہ :

بدعت کا وہ عمل رد ہوگا جو خاص کر
بدعت ہے، چاہے وہ خالصتا بدعت ہو یا پھر شرعی ہو اور اس میں بدعت داخل ہوئی اور اسے
خراب و فاسد کر دیا .

تیسری وجہ :

بطور سزا عمل کا اجر ضائع ہوجاتا
ہے، گویا کہ وہ قبول ہی نہیں ہوا.

چوتھی وجہ :

نصوص ترھیب اور بدعت سے نفرت اور دور
رہنے پر محمول ہیں.

یہاں سلف کی کلام اور نصوص کی توجیہ
پر محمول کرنے کا باعث وہ ہے جوان نصوص کے معارض شرعی اصول سے ظاہر ہوتا ہے کہ
مسلمان شخص کا عمل اس وقت قابل قبول ہوتا ہے جب اس میں دو شرطیں اخلاص اور متابعت
یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا پائی جائیں، بغیر دیکھے کہ صاحب عمل دوسرے
اعمال میں بدعت یا معصیت کا مرتکب ہوا ہے یا نہیں، کیونکہ اس کی قبول عمل پر کوئی
تاثیر نہیں " انتہی مختصرا

دیکھیں : موقف اھل السنۃ من اھل الاھواء
والبدع (1/292–293).

یہاں مذکور تیسری وجہ کو اسی بدعت پر
محمول کرنا چاہیے جس کے متعلق شریعت سے ثابت ہو کہ اس پر عمل کرنے والے کے عمل ضائع
ہوجاتے ہیں نہ کہ ہر بدعت میں یہ توجیہ صحیح ہے.

اہل اور شارحین حدیث نے نبی کریم صلی
اللہ علیہ وسلم کے فرمان :

"اللہ تعالی اس کی نہ تو توبہ قبول
کرتا ہے اور نہ ہی فدیہ"

سے بدعتی کے متعلق کیا مقصود ہے بیان
کیا ہے :

لہذا قاضی کہتے ہیں : کہا گیا ہے کہ
اس کا معنی یہ ہے : نہ تو اس کا فرض قبول کیا جائیگا اور نہ ہی نفلی عبادت قبول رضا

ہوگی، اگرچہ وہ بطور جزا اور بدلہ قبول ہوگی، اور ایک قول یہ بھی ہے کہ یہاں قبول
تکفیر ذنوب کے معنی میں ہے"

دیکھیں : شرح مسلم نووی (141/9).

حاصل یہ ہوا کہ :

اگر بدعتی کی بدعت مکفرہ کفر صریح نہ
ہو تو اس کے پیچھے نماز ادا کرنی جائز ہے، اور اللہ سبحانہ و تعالی لوگوں کا ان کے
اعمال کے مطابق حساب کریگا، لہذا جو کوئی بھی ذرہ برابر نیکی کریگا وہ اسے دیکھ لے
گا، اور جو کوئی بھی ذرہ برابر برائی کریگا وہ بھی اسے دیکھ لے گا.

واللہ اعلم.